

جدوجہد،

استقامت اور

برتری



مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی
سکون کا باعث بنتا ہے

جدوجہد، استقامت اور برتری

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2025 کے ذریعہ شائع کردہ

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

جدوجہد، استقامت اور برتری

پہلا ایڈیشن۔ 13 جون 2025۔

کاپی رائٹ © 2025 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

مندرجات کا جدول

مندرجات کا جدول

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

جدوجہد، استقامت اور برتری

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ یوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔ اور ہمارے بھائی حسن کا خصوصی شکریہ، جن کے سرشار تعاون نے شیخ پوڈ کو نئی اور دلچسپ بلندیوں پر پہنچا دیا ہے جو ایک مرحلے پر ناممکن لگ رہا تھا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روز آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com پر دی جا سکتی ہیں۔

تعارف

درج ذیل مختصر کتاب میں جدوجہد کا سامنا کرنے، ثابت قدم رہنے اور برتری حاصل کرنے کے کچھ پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ یہ بحث قرآن پاک کے باب 3 علی عمران، آیات 137-148 پر مبنی ہے:

اسی طرح کے حالات تم سے پہلے گزر چکے ہیں، لہذا تم زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ "جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا، یہ [قرآن] لوگوں کے لیے واضح بیان ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے، لہذا تم کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو، اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو تو ایسے ہی زخم کو چھونے والوں کو اگر کوئی زخم لگا ہے اور ان دنوں میں (مختلف حالتوں میں) ہم لوگوں کے درمیان اس لیے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ظاہر کرے جو تم میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو پاک کر دے اور کافروں کو ہلاک کر دے، یا تم یہ سمجھتے ہو کہ جن لوگوں نے تم کو جنت میں داخل کر دیا ہے، وہ تم میں سے نہیں ہیں۔ اور تم نے اس سے پہلے موت کی تمنا کی تھی، اور تم نے اسے دیکھا ہے جب کہ تم ان سے پہلے رسول ہی نہیں گزرے، تو کیا تم ان کی طرف پیچھے ہٹو گے؟ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر، اور جو شخص دنیا کا اجر چاہتا ہے، ہم اسے اس کا بدلہ دیں گے، اور بہت سے لوگوں کو اس کا بدلہ دیں گے۔ اللہ کی راہ میں ان کو تکلیف پہنچائی اور نہ ہی اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان کا یہ قول نہیں تھا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما اور ان کو دنیا کی نیکیوں کا بدلہ عطا فرما۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے مثبت خصوصیات کو اپنانے میں مدد ملے گی۔ مثبت خصوصیات کو اپنانا دماغ اور جسم کے سکون کا باعث بنتا ہے۔

جدوجہد، استقامت اور برتری

باب 3 - علی عمران، آیات 137-148

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١٣٧﴾

هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٨﴾

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾

إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ، وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾

وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿١٤٣﴾

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْفَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّوَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ
مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾

وَكَايْنٍ مِّنْ نَّبِيِّ قَتَلَ مَعَهُ رَبِّيُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا
أَسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾

وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٤٧﴾

فَإِنَّهُمْ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾

اسی طرح کے حالات تم سے پہلے گزر چکے ہیں، لہذا تم زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ ”
جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

یہ [لوگوں کے لیے ایک واضح بیان اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔
پس تم کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

اگر کوئی زخم آپ کو چھوتا ہے تو اس سے ملتا جلتا زخم پہلے ہی [مخالف [لوگوں کو چھو چکا ہے۔
اور ان دنوں [مختلف حالات میں [ہم لوگوں کے درمیان باری باری کرتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو
ظاہر کرے جو ایمان لائے اور تم میں سے شہداء کو اپنی طرف لے لے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں
کرتا۔

اور یہ کہ اللہ مومنوں کو [آزمائشوں سے [پاک کردے اور کافروں کو ہلاک کرے۔

یا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی تک تم میں سے اس کی راہ میں لڑنے والے اور ثابت قدم رہنے والوں کو ظاہر نہیں کیا؟

اور یقیناً تم موت کی تمنا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تم اس کا سامنا کر رہے ہو، اور تم نے اسے دیکھ لیا [اپنے سامنے] جب تم دیکھ رہے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے [دوسرے] رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر وہ مر جائے یا مارا جائے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ لیکن اللہ شکر کرنے والوں کو اجر دے گا۔

اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی کی موت اللہ کے حکم کے بغیر کسی مقررہ حکم سے ہو۔ اور جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دیں گے۔ اور جو آخرت کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دیں گے۔ اور ہم شکر گزاروں کو جزا دیں گے۔

اور کتنے ہی نبی [جنگ میں لڑے اور] ان کے ساتھ بہت سے علمائے دین لڑے۔ لیکن اللہ کی راہ میں ان کو جو تکلیف پہنچی اس کی وجہ سے وہ کبھی یقین سے محروم نہیں ہوئے اور نہ ہی کمزور ہوئے اور نہ ہی سر تسلیم خم کیا۔ اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اور ان کی باتیں صرف یہ تھیں کہ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ اور ہمارے کاموں میں زیادتی کو بخش دے اور ہمارے قدم جما دے اور ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما۔

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب اور آخرت کا اچھا بدلہ دیا۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

لوگوں کو اپنی زندگی کے اندر جن مختلف حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے کہ آسانی اور مشکلات کا وقت، کوئی نئی بات نہیں ہے اور اس کا تجربہ وقت کے آغاز سے ہی نسل در نسل لوگوں نے کیا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 137

"...اسی طرح کے حالات آپ سے پہلے گزر چکے ہیں"

لہذا، کسی خاص صورتحال کا سامنا کرنے والے شخص کو کبھی بھی یہ یقین نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی غیر معمولی چیز کا سامنا کر رہے ہیں اور اس وجہ سے غیر منصفانہ ہے کیونکہ بہت سے لوگوں کو ان کے سامنے ایک جیسے یا اسی طرح کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس حقیقت کو یاد سے مراد یہ ہے کہ کسی کے قول و رکھنا مشکل کے وقت صبر کو اپنانے کی ترغیب دے گا۔ صبر فعل کے بارے میں شکایت کرنے سے گریز کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ صرف وہی منتخب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، خواہ یہ ان پر ظاہر نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

باب 3 علی عمران، آیت 137

"...اسی طرح کے حالات آپ سے پہلے گزر چکے ہیں"

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں زندگی کا امتحان ہمیشہ سے ایک جیسا رہا ہے۔ اس امتحان میں یہ شامل ہے کہ آیا کوئی ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتا ہے جو اسے باب 67 عطا کی گئی ہیں تاکہ وہ ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کر سکے۔
:الملک، آیت 2

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں بہتر ہے۔“۔“

جو اس امتحان میں کامیاب ہو جائے گا وہ متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کر کے اور ہر چیز اور ہر چیز کو اپنی زندگی کے اندر رکھ کر اور قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری اس لیے ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے مفاد کے لیے کر کے ذہنی سکون حاصل کر لے گا۔ اسلامی تعلیمات کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے، چاہے وہ اس کی خواہشات کے خلاف ہو۔ انہیں ایک عقلمند مریض کی طرح برتاؤ کرنا چاہیے جو اپنے ڈاکٹر کے طبی مشورے کو قبول کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہترین ہے، حالانکہ انہیں کڑوی دوائیں تجویز کی گئی ہیں اور ایک سخت خوراک کا منصوبہ ہے۔ جس طرح یہ عقلمند مریض اچھی ذہنی اور جسمانی صحت حاصل کرے گا، اسی طرح وہ شخص جو اسلامی تعلیمات کو قبول کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ باب 16 النحل، آیت 97

جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ "زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف وہی علم رکھتا ہے جس کے پاس اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کو حاصل کرے اور ہر چیز اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں صحیح طور پر رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ہے۔ معاشرے میں موجود انسانوں کی ذہنی

اور جسمانی حالتوں کا علم اس نتیجے کو حاصل کرنے کے لیے کبھی بھی کافی نہیں ہو گا، تمام تر تحقیق کے باوجود، کیونکہ وہ اپنی زندگی کے ہر مسئلے کو حل نہیں کر سکتے، ان کے مشورے ہر قسم کے ذہنی اور جسمانی تناؤ سے بچنے کا باعث نہیں بن سکتے اور نہ ہی ان کی نصیحتیں محدود علم، تجربے اور کم علمی کی وجہ سے اپنی زندگی میں ہر چیز کو صحیح طریقے سے اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں رکھنے کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس نے اسے قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کی صورت میں انسانوں کو عطا کیا ہے۔ یہ حقیقت اس وقت عیاں ہوتی ہے جب کوئی ان لوگوں کو دیکھتا ہے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق عطا کی گئی نعمتوں کو استعمال کرتے ہیں اور جو نہیں کرتے۔ باب 3 علی عمران، آیت 137

تو تم زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔“

اگرچہ، زیادہ تر معاملات میں، مریض اپنی تجویز کردہ دوائیوں کے پیچھے سائنس کو نہیں سمجھتے اور اس لیے اپنے ڈاکٹر پر اندھا اعتماد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی پر اس کے مثبت اثرات کو سمجھ سکیں۔ وہ لوگوں سے یہ توقع نہیں کرتا کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر اندھا اعتماد کریں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی سچائی کو اس کے واضح دلائل سے پہچانیں۔ لیکن اس کے لیے انسان کو اسلام کی تعلیمات سے رجوع باب 12 یوسف، آیت 108 کرتے ہوئے غیر جانبدارانہ اور کھلے ذہن کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

کہو، "یہ میرا راستہ ہے؛ میں اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ دعوت دیتا ہوں، میں اور وہ لوگ جو "

"...میری پیروی کرتے ہیں

اس کے علاوہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی لوگوں کے روحانی دلوں کو کنٹرول کرتا ہے، ذہنی سکون کا گھر، وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کون اسے حاصل کرتا ہے اور کس کو نہیں۔ باب 53 عن نجم، آیت

اور یہ کہ وہی ہنستا ہے اور روتا ہے۔“

اور یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ان لوگوں کو ذہنی سکون دے گا جو اس کی عطا کردہ نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ باب 3 علی عمران، آیت 137

تو تم زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔“

ایک خود غرض رویہ سے بچنے کی اہمیت کی بھی نشاندہی کرتا ہے جس کے تحت کوئی صرف اپنی جو اس طرح کا برتاؤ کرے گا وہ زندگی اور خاص طور پر اپنے مسائل کے بارے میں سوچتا ہے۔ عام تاریخ میں پائے جانے والے اسباق، اپنی ذاتی تاریخ اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کی حالت سے استفادہ کرنے میں ناکام رہے گا۔ ان چیزوں سے سیکھنا ایک طاقتور ترین طریقہ ہے جس سے کوئی شخص اپنے رویے کو بہتر بنا سکتا ہے اور تاریخ کو اپنے آپ کو دہرانے سے بچ سکتا ہے تاکہ وہ ذہنی سکون حاصل کر سکے۔ مثال کے طور پر جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ دولت مندوں اور مشہور لوگوں کو ان کی عطا کردہ نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہوئے اور اس کے نتیجے میں وہ کس طرح تناؤ، ذہنی امراض، منشیات کی لت اور خود کشی کے رجحانات میں مبتلا ہیں، حالانکہ وہ دنیا کی آسائشوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، وہ دیکھنے والے کو سکھائے گا کہ وہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کر کے ان کے نقش قدم پر نہ چلیں جو انہیں عطا کی گئی ہیں اور اس بات کا یقین نہیں کریں گے کہ وہ بہت سے ذہنی سکون سے محروم ہیں۔ دنیاوی چیزیں یا جب کوئی شخص کسی بیمار شخص کو دیکھتا ہے، تو اسے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ وہ اپنی اچھی صحت کے لیے شکر گزار ہوں اور اس سے پہلے کہ وہ اسے بھی کھو بیٹھیں، اس کا صحیح استعمال کریں۔ اس لیے اسلام مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے بجائے مشاہدہ کرنے والے بنیں جو باب 3 علی عمران، آیت اپنے معاملات میں اس حد تک مشغول ہوں کہ کسی اور چیز پر توجہ نہ دیں۔

تو تم زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔“

جو شخص ایسا مشاہدہ کرنے والا رویہ اختیار کرتا ہے جس کے ذریعے وہ تاریخ اور اپنے اردگرد کے لوگوں سے سبق سیکھتا ہے وہ سمجھے گا کہ ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد راستہ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا ہے جو انہیں اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 138

”یہ [قرآن] لوگوں کے لیے ایک واضح بیان اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔“

بہت سے دوسرے مذاہب اور طرز زندگی کے برعکس، اسلام بلا استثناء تمام لوگوں کے لیے ایک مذہب اور طرز زندگی ہے۔ یہ اسلام کے اندر مساوات کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسلام لوگوں کی حیثیت کو ایک ہی معیار کی بنیاد پر پرکھتا ہے: وہ اللہ تعالیٰ کی کتنی سچی اطاعت کرتے ہیں۔ اس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو انہیں عطا کی گئی ہیں ان طریقوں سے جو اس کو خوش کرتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ باب 49 الحجرات، آیت 13

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“

لوگوں کی حیثیت کو جانچنے کے دیگر تمام معیارات کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جیسے کہ جنس، نسل اور سماجی طبقے، اور مسلمانوں کو ان کو نظر انداز کرنا چاہیے، ورنہ یہ مسلم قوم کے درمیان نسل پرستی اور تفرقہ کو جنم دیتا ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ چونکہ کسی کی نیت دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے، اس لیے وہ ظاہری اعمال کی بنیاد پر دوسروں کو دوسرے لوگوں سے بہتر نہیں ٹھہراتا اور اس لیے دوسرے لوگوں یا اپنی ذات کے بارے میں دعوے کرنے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی تمام لوگوں کی نیت، قول اور فعل کو جانتا ہے۔ باب 53 عن نجم، آیت 32

”پس اپنے آپ کو پاکیزہ ہونے کا دعویٰ نہ کرو، وہ خوب جانتا ہے کہ کون اس سے ڈرتا ہے۔“

باب 3 علی عمران، آیت 138

”...یہ [قرآن] تمام لوگوں کے لیے واضح بیان ہے“

اس کے علاوہ، جیسا کہ قرآن پاک انسانوں کی فطرت پر بحث کرتا ہے، اس کی تعلیمات کا اطلاق تمام لوگوں پر ہوتا ہے، خواہ ان کے مقام، جنس، عمر، سماجی پس منظر یا وہ جس وقت میں رہتے ہوں، اس سے قطع نظر۔ جب انسانوں کی فطرت اور جوہر بدلے گا تب ہی قرآن پاک ان پر لاگو نہیں ہوگا۔ لیکن جیسا کہ یہ ممکن نہیں ہے، جیسا کہ انسانوں کی فطرت لازوال ہے، اسی طرح قرآن کریم کی تعلیمات اور توسیعی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات بھی ہیں۔ مثال کے طور پر، غصہ، لالچ، نفرت، محبت اور حسد کے جذبات لازوال ہیں جیسا کہ انسانوں کو ازل سے تجربہ ہوتا آیا ہے اور وقت کے آخر تک انسانوں کو تجربہ ہوتا رہے گا۔ لوگوں کی لازوال فطرت پر بحث کرنے کی یہ صلاحیت بذات خود قرآن کریم کا ایک ایسا معجزہ ہے جس کا کوئی دوسرا مذہب یا طرز زندگی نہیں کر سکتا۔

لیکن جس طرح ایک روڈ میپ انسان کو اس کی مطلوبہ منزل تک لے جائے گا، قرآن کریم صرف ان لوگوں کی رہنمائی کر سکتا ہے جو عملی طور پر اس پر عمل کرتے ہیں۔ باب 3 علی عمران، آیت 138:

”...اور ایک رہنمائی اور ہدایت“

لہذا قرآن پاک کو ایسی زبان میں پڑھنا جس کی سمجھ میں نہیں آتا، صحیح رہنمائی نہیں کرے گا۔ صحیح رہنمائی حاصل کرنے کے لیے اس کی تعلیمات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی مخلصانہ کوشش کرنی چاہیے تاکہ جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان کا صحیح استعمال کر کے ہر حال میں ذہنی سکون حاصل کر سکے۔ لیکن جیسا کہ آیت 138 میں اشارہ کیا گیا ہے، صرف وہی لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کے نتائج سے اسلام کی تعلیمات کو عملی طور پر نافذ کریں گے۔ باب 3 علی عمران، آیت 138:

”اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔“

اسلامی تعلیمات میں پائے جانے والے واضح دلائل اور شواہد کے مطالعہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اپنے اعمال کے نتائج کے خوف کو اپنایا جا سکتا ہے جو اس کی اطاعت کرنے والوں اور نہ ماننے والوں کے انجام کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مطالعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، کائنات پر اس کے مکمل کنٹرول اور قیامت کے دن اپنے احتساب کے ناگزیر ہونے پر ایمان کو مضبوط کرے گا۔ اور جیسا کہ پہلے بات کی گئی ہے، یہ اس وقت بھی حاصل ہوتا ہے جب کوئی دوسروں کی زندگی کے انتخاب کا مشاہدہ کرتا ہے اور آیا یہ انہیں اس دنیا میں ذہنی سکون کی طرف لے جاتا ہے یا نہیں۔ جب کوئی دوسرے کو ان نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہوئے دیکھے گا جو انہیں دی گئی ہیں، تو وہ واضح طور پر دیکھے گا کہ یہ کس طرح ان کو غیر متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کی

طرف لے جاتا ہے اور کس طرح وہ اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو غلط جگہ دینے کا سبب بنتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، یہ لوگ ذہنی امراض کا سامنا کرتے ہیں، جیسے ڈپریشن، مادہ کی لت اور خودکشی کے رجحانات، چاہے وہ دنیاوی آسائشوں سے لطف اندوز ہوں۔ جب کہ جب کوئی ان لوگوں کو دیکھے گا جو ان کو عطا کی گئی نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہیں تو وہ دیکھیں گے کہ یہ کس طرح انہیں ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں ہر چیز اور ہر چیز کو زندگی کے اندر صحیح طریقے سے جگہ دینے کا سبب بنتا ہے جبکہ روزِ قیامت اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرتے ہیں۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے شعور کو مضبوط کرنے اور اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرے گا اور اس کے بجائے وہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کرے گا جو انہیں عطا کی گئی ہیں، خواہ وہ زبانی طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا دعویٰ کریں۔ اس کے نتیجے میں نہ انہیں ذہنی سکون ملے گا اور نہ ہی وہ اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں دنیا میں برتری حاصل کر سکیں گے۔ باب 3 علی عمران، آیت 139

پس تم کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔“

دونوں جہانوں میں برتری اور کامیابی حاصل کرنے کی شرط سچا عقیدہ اختیار کرنا ہے۔ جیسا کہ پہلے بحث کی گئی ہے، اس میں ان نعمتوں کا استعمال کرنا شامل ہے جو صحیح طور پر عطا کی گئی ہیں جیسا کہ قرآن پاک اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے، اور اس لیے یہ اسلام پر ایمان کا دعویٰ کرنے سے بہت آگے ہے۔ اگر آج مسلمانوں کو برتری حاصل نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ سچے مومن نہیں ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو یہ اندازہ لگانا چاہیے کہ آیا وہ اسلام پر ایمان کے اپنے زبانی اعلان کی حمایت کر رہے ہیں یا نہیں، اور اگر ضروری ہو تو اپنے طرز عمل کو درست کریں اگر وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون اور برتری چاہتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ احد میں ان کی ظاہری شکست کے بعد تسلی اور تسلی دیتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیات 139-140

پس تم کمزور نہ ہو اور غم نہ کرو، اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو، اگر تمہیں کوئی زخم "لگ جائے تو اس سے ملتا جلتا زخم پہلے ہی لوگوں کو لگا ہے۔"

جب احد کی جنگ شروع ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم فوج پر تیزی سے قابو پالیا جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن کچھ تیر اندازوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹے سے پہاڑ جبل الرومہ پر رہنے کا حکم دیا جو احد پہاڑ کے سامنے ہے، جنگ کے نتائج سے قطع نظر، یہ سمجھتے تھے کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اور حکم کا اطلاق نہیں ہو گا۔ جب وہ مال غنیمت جمع کرنے کے لیے جبل الرومہ پر اترے تو اس سے مسلمانوں کی فوج کا پچھلا حصہ کھل گیا۔ پھر غیر مسلم فوج نے اکٹھے ہو کر دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اس سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 3، صفحہ 29-30 میں بحث کی گئی ہے۔

جیسا کہ زیر بحث آیات اور غزوہ احد کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ ہر وقت اس کی اطاعت پر قائم رہے۔ اس میں اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا شامل ہے۔ اس سے کوئی بھی انحراف انسان کو ذہنی سکون اور برتری حاصل کرنے سے روک دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ احد میں ان کے ظاہری نقصان کے بعد تسلی دی، یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اس نے انہیں جنگ بدر میں کس طرح فتح عطا فرمائی، جب وہ اس کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں کو ہمیشہ یاد رکھنے کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو انسان کے پاس ہے، خاص طور پر مشکل کے وقت۔ یہ مریض رہنے کا ایک بہترین طریقہ ہے، کیونکہ یہ کسی کو مثبت انداز میں اپنی صورتحال کا مشاہدہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یعنی ان گنت دنیاوی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا چاہیے جو اس کے پاس اب بھی موجود ہیں، بجائے اس کے کہ وہ کھو چکے دنیاوی نعمتوں پر توجہ مرکوز کرے۔ اس سے انہیں صبر اور شکر اپنانے کی ترغیب ملے کسی کی نیت میں شکر ادا کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرنا شامل گی۔

ہے۔ کسی کی تقریر میں شکر گزاری میں وہ بات کرنا شامل ہے جو اچھی ہے یا خاموش رہنا۔ اور اپنے اعمال میں شکرگزاری میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں، صبر میں کسی کی بات یا عمل سے شکایت کرنے سے گریز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہنا، اس بات پر یقین رکھنا کہ وہ صرف وہی انتخاب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، چاہے یہ ان کے لیے واضح نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

لہذا ہر حال میں صحیح طریقے سے عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی مسلسل مدد اور رحمت حاصل ہوتی ہے جس کے نتیجے میں دونوں جہانوں میں سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ صحیح مسلم نمبر 7500 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ایک اہم حقیقت بیان کرتا ہے جو اس دنیا میں زندگی کے امتحان کا ایک حصہ ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 140

اور ان دنوں [مختلف حالات میں] ہم لوگوں کے درمیان باری باری کرتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو ”...ظاہر کرے جو ایمان لائے ہیں“

اس دنیا کی زندگی کے امتحان کا ایک پہلو یہ ہے کہ آیا کوئی شخص آسانی اور مشکل دونوں وقتوں میں اپنے زبانی اعلان ایمان کو عملی شکل دیتا ہے یا نہیں۔ آسانی کے وقت شکر ادا کرنا چاہیے اور

مشکل کے وقت صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ مختلف حالات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنے والوں نے اللہ تعالیٰ پر اپنے ایمان کا ثبوت دیا ہے۔ جبکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ دیتے ہیں، جب بھی ان کی خواہشات کے خلاف ہوتا ہے تو وہ صرف اپنی عبادت کرتے ہیں، خواہ وہ باب 25 الفرقان، آیت 43 کوئی اور دعویٰ کریں۔

”کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو اپنی خواہش کو اپنا معبود بناتا ہے؟“

باب 22 الحج، آیت 11 اور

اور لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جو اللہ کی عبادت کنارے پر کرتا ہے، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اسے تسلی ملتی ہے، اور اگر اسے کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے، "اس نے دنیا اور آخرت کو کھو دیا، یہی صریح نقصان ہے۔

جب بھی اس شخص کو آسانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بجائے ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہیں جو اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں۔ اور جب بھی انہیں مشکل کا سامنا ہوتا ہے تو صبر کا دامن ہاتھ سے لینے کے بجائے وہ زبانی اور جسمانی طور پر اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتے ہیں اور اس کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔ یہ وہ منافق ہے جو اللہ عزوجل نے ان کو مختلف حالات سے بے نقاب کیا ہے۔ اس لیے اس طرز عمل سے بچنا چاہیے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا چاہیے۔ آسانی کے وقت، انہیں ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہوئے شکر گزار ہونا چاہیے جو انہیں اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں۔ اور مشکل کے وقت، انہیں چاہیے کہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعے شکایت کرنے سے گریز کرتے ہوئے صبر سے کام لیں اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہیں، یہ جانتے ہوئے کہ وہ باب 2 البقرہ، آیت صرف وہی انتخاب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، خواہ یہ ان پر ظاہر نہ ہو۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”
”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لڑائی کے معاملات میں، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو شہادت کے اعزاز کے لیے چنتا ہے تاکہ وہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جدوجہد کرنا شامل ہے، حتیٰ کہ اپنی جان کی قیمت بھی ادا کر دی جائے۔ اور ساتھ ہی وہ ان ظالموں کو بھی بے نقاب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں اور اس طرح دونوں جہانوں میں ان کی سزا کی ضمانت دیتے ہیں۔ باب 3 علی عمران، آیت 140

ہم لوگوں میں اس لیے بدلتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کرے جو ایمان لائے ہیں اور تم میں سے ”
”شہیدوں کو اپنی طرف لے لے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اس کے علاوہ، اس آیت میں جن ظالموں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جب بھی ان کی خواہشات کے خلاف ہوتے ہیں، اسلام کے اپنے زبانی اعلان کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہتے ہیں۔

ظالموں کا حوالہ ان منافقین کی طرف بھی ہو سکتا ہے جو احد کی جنگ میں لڑنے سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے مقام پر دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو ابتدا میں منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے اپنی قوم کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے پر رضامندی ظاہر کی۔ جب وہ احد کے قریب پہنچے تو عبداللہ بن ابی اپنے 300 آدمیوں کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور مسلم فوج 700 آدمیوں کے ساتھ 3000 کی غیر مسلم فوج کے خلاف رہ

گئی۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے کے لیے ایک ناقص عذر، کوئی ایسا شخص جو ہر وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے۔ اس کے علاوہ اگر وہ اس منصوبے کی مخالفت کرتا تو وہ مدینہ میں ہی رہ سکتا تھا لیکن اس کے بجائے اس نے احد تک فوج کا ساتھ دینے کا انتخاب کیا اور جب کہ دشمن ان کا مشاہدہ کر سکتا تھا، اس نے مسلمانوں کے عزم کو کمزور کرنے اور غیر مسلم فوج کے عزم کو مضبوط کرنے کے لیے مسلم فوج کو چھوڑ دیا۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 3، صفحہ 16-17 اور امام صفی الرحمن کی، دی سیلڈ نیکنٹر، صفحہ 250-251 میں بحث کی گئی ہے۔

مناقضت کا ایک پہلو یہ ہے کہ جب کوئی زبانی طور پر دوسروں اور ان کے اچھے منصوبوں جیسے کہ مسجد کی تعمیر کے لیے حمایت کا اظہار کرتا ہے لیکن جب اس منصوبے میں حصہ لینے کا وقت آتا ہے، جیسے کہ دولت عطیہ کرنا، وہ غائب دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح، جب لوگ اچھے وقت کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں تو وہ زبانی طور پر ان کی حمایت کرتے ہیں اور دوسروں کو ان کی وفاداری کی یاد دلاتے ہیں۔ لیکن جس وقت عوام کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے یہ منافق کوئی جذباتی یا جسمانی سہارا نہیں دیتے۔ اس کے بجائے وہ ان پر تنقید کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین کا یہی رویہ تھا۔ باب 4 النساء آیت 62

تو کیسا ہو گا جب ان کے ہاتھوں کے آگے بڑھنے کی وجہ سے ان پر کوئی آفت آجائے اور پھر وہ ”اللہ کی قسم کھا کر آپ کے پاس آئیں کہ ہم نے حسن سلوک اور ربائش کے سوا کچھ نہیں چاہا۔“

لہذا مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کے ذریعے اپنے ایمان کے زبانی اعلان کی حمایت کریں۔ جو ایسا کرنے میں ناکام رہے گا وہ یہ پائے گا کہ اس کا زبانی اعلان ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت کم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ایک پودے کی مانند ہے جسے پھلنے پھولنے کے لیے اطاعت کے ساتھ پرورش پانا ضروری ہے۔ جس طرح ایک پودا جو سورج کی روشنی جیسی پرورش حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ پھلنے پھولنے میں ناکام رہتا ہے اور وہ مر بھی سکتا ہے، اسی طرح جو شخص اس کی پرورش نہ کرے اس کا ایمان نہ پھلے پھولے گا اور اس کے مرنے کا شدید خطرہ ہے۔ یہ سب سے بڑا نقصان ہے۔ باب 61 الصف، آیات 2-3:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو، اللہ کے نزدیک یہ بات سخت "ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں۔"

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مشکلات سے روحانی طور پر بھی پاک کرتا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 141:

"...اور تاکہ اللہ مومنوں کو [آزمائشوں سے] پاک کر دے"

اس روحانی تزکیہ میں ان کے چھوٹے گناہوں کو ان مشکلات کے ذریعے مٹانا بھی شامل ہے۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام بخاری کی کتاب ادب المفرد نمبر 492 میں موجود ایک حدیث میں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ مسلمان کو کسی قسم کی جسمانی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، خواہ اس کی جسامت کی ہو، جیسے کانٹا چبھنا، یا کسی جذباتی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس دباؤ کے علاوہ اس کے اسباب کے علاوہ اس کے جسم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن اس انعام کو حاصل کرنے کے لیے مشکل کے آغاز سے لے کر زندگی کے آخر تک صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ سنن نسائی نمبر 1870 میں ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تقدیر کو وقت گزرنے کے ساتھ قبول کرنا صبر نہیں ہے، یہ محض قبولیت ہے جس کا تجربہ انتہائی بے صبرے کو بھی ہوتا ہے۔ مشکل کے شروع ہونے سے لے کر موت تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا وہ صبر ہے جس کی توقع اگر کوئی دونوں جہانوں میں ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسی مشکلات کا سامنا کرنا جو ان کے چھوٹے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، قیامت کے دن اپنے چھوٹے گناہوں کے ساتھ جوابدہی کا سامنا کرنے سے بہتر ہے۔ اگر کوئی ان کی مشکلات میں صدق دل سے توبہ کرے تو ان کے صغیرہ و کبیرہ مخلص توبہ میں احساس جرم، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، اور جس پر بھی ظلم گناہوں کو مٹا دے گا۔ ہوا ہے، شامل ہے، جب تک کہ یہ مزید پریشانی کا باعث نہ ہو۔ انسان کو سچے دل سے وعدہ کرنا

چاہیے کہ وہ دوبارہ وہی یا اس سے ملتا جلتا گناہ نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حوالے سے جو حقوق پامال ہوئے ہوں ان کی تلافی کرنی چاہیے۔ باب 3 علی عمران، آیت 141

"اور یہ کہ اللہ مومنوں کو [آزمائشوں سے] پاک کردے اور کافروں کو ہلاک کردے "

لیکن جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص مشکلات کا سامنا کرنے کے پیچھے اس حکمت پر عمل نہیں کرتا وہ اس شخص جیسا سلوک کرے گا جو مشکلات کا سامنا کرنے پر اجر پر یقین نہیں رکھتا اور اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بے صبری کا مظاہرہ کرے گا۔ ان کی بے صبری انہیں ان نعمتوں کا غلط استعمال کرنے کی ترغیب دے گی جو انہیں دی گئی ہیں اور نتیجتاً یہ انہیں متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کرنے سے روک دے گی، یہ انہیں اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو غلط جگہ دینے کا سبب بنے گی اور انہیں قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرنے سے روکے گی۔ اس لیے ان کی بے صبری انہیں دونوں جہانوں میں تناؤ، مشکلات اور پریشانیوں کی طرف لے جائے گی۔

اللہ تعالیٰ پھر مسلمانوں کو یاد دلاتا ہے کہ جنت حاصل کرنے کے لیے حقیقی اطاعت اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 142

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ اللہ نے ابھی تک تم میں سے ان لوگوں "کو ظاہر نہیں کیا جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں اور کون ثابت قدم رہتے ہیں؟

جس طرح انسان دنیاوی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا، جیسا کہ ڈاکٹر بننا، اسی طرح انسان کو حقیقی جدوجہد اور قربانی کے بغیر نہ دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی آخرت میں جنت۔ اس جدوجہد اور

قربانی میں اپنی خواہشات پر قابو پانا شامل ہے تاکہ وہ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہوئے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں۔ اس لیے انسان کو اپنی کوششوں کے مطابق ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی ملے گی۔ اگر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کے لیے کم سے کم کوششیں وقف کرتے ہیں تو انہیں اس کے بدلے میں: باب 47 محمد، آیت 7 زیادہ امید نہیں رکھنی چاہیے۔

"اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے گا۔"

باب 3 علی عمران، آیات 140-142

اگر تمہیں کوئی زخم لگ جائے تو اس سے ملتا جلتا زخم پہلے ہی لوگوں کو چھو چکا ہے، اور ان "دنوں ہم لوگوں کے درمیان باری باری کرتے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کرے جو ایمان لائے ہیں اور تم میں سے شہداء کو لے لیں، اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا، اور یہ کہ اللہ غارت کرنے والوں کو پاک کر دے جو ایمان لائے یا کافروں کو پاک کر دے۔" تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ اللہ نے ابھی تک تم میں سے ان لوگوں کو ظاہر نہیں کیا جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں اور ثابت نہیں کرتے کہ کون ثابت قدم ہے؟

جنگ احد کے دوران جب کچھ مسلمان تیر انداز اپنی جگہ سے نیچے اترے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس سے مسلم فوج کا پچھلا حصہ کھل کر سامنے آگیا۔ پھر غیر مسلم فوج نے اکٹھے ہو کر دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اس سے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہوئی اور ان کے جسموں کو غیر مسلموں نے مسخ کر دیا۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد صفحہ 29-30 میں بحث کی گئی ہے۔ 3،

واضح رہے کہ مسلمانوں کو اتنے نقصانات اٹھانے کی سب سے بڑی وجہ تیر اندازوں کی غلط فہمی تھی۔ انہوں نے غیر ارادی طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے اور آپ کے حکم کا اطلاق نہیں ہو گا۔ یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تک کوئی مسلمان خلوص نیت سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا، انہیں کامیابی ملے گی لیکن اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں گے تو یہ حمایت واپس لے لی جائے گی۔ باب 4 النساء آیت 80

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقتاً اللہ کی اطاعت کی۔“

اور باب 3 علی عمران، آیت 31

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور ”تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اور باب 24 النور، آیت 63

رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح مت بناؤ، اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں سے چھپے ہوئے ہیں، اس لیے ان لوگوں کو ہوشیار رہنا چاہیے جو اس کے ”حکم کی مخالفت کرتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی آفت آجائے یا دردناک عذاب آئے۔“

اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا یہ معمول ہے کہ وہ بعض اوقات اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرتے ہیں اور بعض مواقع پر ان کے دشمنوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے، حالانکہ آخری فتح ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہوتی ہے۔ حالات کے اس بدلاؤ کی وجہ یہ ہے کہ سچے مومنوں کو منافقوں اور موقع پرستوں سے الگ کر دیا جائے جو ہمیشہ دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لیے کامیاب گروہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ جیتتے رہے تو منافقین اور موقع پرست مخلص مومنین سے ناقابلِ برداشت ہو جائیں گے۔ اگر انبیاء علیہم السلام ہمیشہ ہار گئے تو یہ ان کے مشن میں رکاوٹ بن جائے گا۔

فتح اور شکست کے اس باری باری کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ مومنین کو صبر اور شکر دونوں کو اپنانے کا طریقہ سکھایا جائے۔ اگر وہ ہر وقت کھو دیتے ہیں، تو وہ صبر کر سکتے ہیں لیکن شکر گزار ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اگر وہ ہر وقت جیت جاتے ہیں، تو شاید وہ شکر گزاری کو اپنا لیں لیکن حقیقی صبر کو اپنانے کے لیے جدوجہد کریں گے۔ حالات کا ردوبدل انہیں صبر اور شکر دونوں کو اپنانے کی اجازت دیتا ہے: دو حصے جو دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری کسی کی نیت میں شکر ادا کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرنا شامل ہیں۔ کسی کی تقریر میں شکر گزاری میں وہ بات کرنا شامل ہے جو اچھی ہے یا خاموش رہنا۔ اور اپنے اعمال میں شکرگزاری میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید برآں، صبر میں کسی کی بات یا عمل سے شکایت کرنے سے گریز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہنا، اس بات پر یقین رکھنا کہ وہ صرف وہی انتخاب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، چاہے یہ ان کے لیے واضح نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

اور یقیناً تم نے موت کی تمنا کی تھی [یعنی شہادت] اس کے سامنے آنے سے پہلے اور تم نے اسے ”
”دیکھ لیا [اب] جب تم دیکھ رہے تھے۔

جب غیر مسلم فوج احد کے قریب پہنچی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا جس میں تجویز کیا گیا کہ مسلمانوں کی فوج مدینہ میں رہے اور شہر کے اندر دشمنوں کا مقابلہ کرے۔ منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے اس منصوبے سے اتفاق کیا کیونکہ وہ فوج کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ، جنہوں نے غزوہ بدر کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھنے اور احد میں غیر مسلم لشکر سے ملنے کی تاکید کرتے رہے، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جنگی زرہ پہننے کے بعد نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ کے اندر غیر مسلم فوج کا مقابلہ کرنے کی اپنی ابتدائی تجویز پر پلٹ جائیں۔ لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا مقابلہ کیے بغیر اپنی جنگی ہتھیار اتار دیں۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 3، صفحہ 14 میں بحث کی گئی ہے۔

مرکزی آیت اس سے وابستہ ہے شمار انعامات حاصل کرنے کے لیے محبت کی وجہ سے مشکلات کی تمنا کرنے کے خلاف خبردار کرتی ہے، کیونکہ جب کوئی مشکل کا سامنا کرتا ہے تو وہ ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ بجائے اس کے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ہر وقت آسانی اور سلامتی کی دعائیں مانگتے رہیں لیکن اگر مشکل پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ صحیح بخاری نمبر 2966 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

مزید برآں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد سے پہلے اپنا فیصلہ نہیں بدلا، حالانکہ آپ کے خواب میں یہ اشارہ ملتا تھا کہ مدینہ میں قیام کو ترجیح دی گئی تھی، کیونکہ وہ آخری وقت تک تمام رہنماؤں کے لیے ایک اچھی مثال قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایک اچھا لیڈر بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے احکام کو تبدیل کر کے غیر یقینی انداز میں برتاؤ نہیں کرتا، جیسے کہ دشمن کے بارے میں نئی معلومات حاصل کرنا۔ اس طرح کا برتاؤ صرف فوجیوں کا اپنے قائد پر سے اعتماد کھونے کا سبب بنے گا، جو کہ جنگ کے وقت انتہائی خطرناک چیز ہے۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کی طرف کوچ کرنے کے اپنے حکم پر ٹٹے رہے۔ عام طور پر زندگی میں ایک مضبوط رویہ اختیار کرنا چاہیے جس کے تحت وہ اپنے جائز دنیوی اور دینی فیصلوں پر قائم رہے اور صرف ثبوت اور علم کی بنا پر راستہ بدلے۔ جو شخص غیر یقینی رویہ اپناتا ہے وہ کبھی بھی اپنے کسی بھی فیصلے پر پوری طرح پابند نہیں ہوتا ہے، اس طرح وہ اپنے فیصلے پر پوری طرح عزم اور لگن سے حاصل ہونے والے کچھ فوائد سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ شخص مسلسل پیچھے کی طرف دیکھے گا، حالانکہ وہ تاریخ کو نہیں بدل سکتا، جو اسے آگے دیکھنے اور اپنے مواقع اور موجودہ صورتحال سے فائدہ اٹھانے سے روکے گا۔

درج ذیل آیت اسلامی تاریخ کے دو مشہور واقعات سے مربوط ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 144

محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، تو " کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے "بل پلٹ جائے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بلکہ اللہ شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

جنگ احد کے دوران جب کچھ مسلمان تیر انداز اپنی جگہیں چھوڑ گئے تو غیر مسلم فوج نے اگٹھے ہو کر دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ انتشار اور افراتفری اس وقت بڑھ گئی جب یہ آوازیں سنائی دیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بعض صحابہ کرام، اللہ ان سے راضی ہو گئے، ناامید ہو گئے کیونکہ ان کی قوت اور الہام قیاس کے مطابق شہید ہو چکا تھا۔ لیکن ایک صحابی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا جائے تو بھی اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور مر نہیں سکتا۔ لہذا انہیں اس کے لیے لڑتے رہنا چاہیے جس کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔

انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 3، صفحہ 29-31 میں بحث کی گئی ہے۔

اسی طرح علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر زندہ رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کی میان توڑ دی اور جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ وہ اس کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اس پر امام محمد السلابی، علی ابن ابی طالب، جلد 1، صفحہ 163-164 میں بحث کی گئی ہے۔

گو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی طور پر آج مسلمانوں میں کسی سے کم نہیں ہیں، لیکن انہیں اسلام کے حقیقی سفیر بن کر جس چیز کے لیے آپ کھڑے تھے، اس کے لیے اس کو حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات اور جدوجہد کرتے رہنا چاہیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو سیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، تاکہ انسان بیرونی دنیا کو حقیقی اسلامی کردار اپنا کر دکھا سکے۔ اس سے دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلام کے بارے میں سیکھنے کی ترغیب ملے گی جب وہ مسلمانوں کے اچھے برتاؤ اور انہیں عطا کردہ ذہنی سکون کو دیکھیں گے۔ لیکن اگر کوئی اسلامی تعلیمات کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ حسد، غرور اور لالچ جیسی منفی خصوصیات کو اپنا لے گا۔ ان کا برا کردار دوسرے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلام سے باز رکھے گا۔ جیسا کہ اسلام کی صحیح نمائندگی کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اس لیے دونوں جہانوں میں سب کا احتساب ہوگا۔ آخر میں، اسلام کے سفیر کی حیثیت سے اپنا فرض پورا کرنا آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد کو یقینی بنائے گا۔ جبکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اڑے رہے وہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہوئے جو ان کی عطا کی گئی ہے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح اتحاد نہیں کرے گا جیسا کہ انہوں نے اس دنیا میں عملی طور پر آپ کی پیروی نہیں کی۔ یہ سمجھنا عام فہم ہے کہ اگر کوئی دوسرے سے مختلف راستہ اختیار کرتا ہے، تو وہ دونوں اپنے سفر کے اختتام پر متحد نہیں ہوں گے۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ پچھلی امتیں بھی اپنے انبیاء علیہم السلام سے محبت اور احترام کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن آخرت میں ان کے ساتھ نہیں مل سکتیں کیونکہ انہوں نے دنیا میں عملی طور پر ان کی پیروی نہیں کی۔

دوسرا واقعہ آیت 144 سے متصل ہے جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اہل مدینہ شدید اضطراب اور تذبذب کا شکار ہو گئے۔ ان کے شدید غم کی وجہ سے ہر شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر مختلف رد عمل ظاہر کیا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں اس پر یقین کرنے سے انکار کر دیا اور دعویٰ کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے اور واپس لوٹیں گے، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تھی اور نتیجتاً اپنی قوم کو چالیس دن کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہنچے تو انہوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگوں سے خطاب کیا۔ اس نے باب 3 علی عمران آیت 144 کی تلاوت کی:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، تو " کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے "بل پلٹ جائے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکے گا، بلکہ اللہ شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

اور پھر یہ فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی بخشی اور آپ کو اس وقت تک زندہ رکھا جب تک کہ وہ اللہ کے دین کو قائم نہ کر لیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو واضح اور واضح کر دیا، اس کا پیغام پہنچایا اور اس کی راہ میں جہاد کیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس لے لیا اور جن کے بعد آپ کو کوئی نشانی نہیں چھوڑے گا، ان کے بعد کوئی درد نہیں چھوڑے گا۔ خدائے بزرگ و برتر کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں جو کہ اللہ کی مدد کرنے والا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعظیم کرتا ہے وہ ہمارے درمیان نور اور شفاء ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم کس کو جائز سمجھتے ہیں اور جو ہم پر حملہ کریں گے۔ حضرت اس پر امام ابن کثیر کی زندگی، جلد 4، صفحہ 348-، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ لڑے میں بحث کی گئی ہے۔ 349

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا تو سب نے حق کو تسلیم کر لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو چکر آیا اور وہ زمین پر گر پڑے اور آخر کار تسلیم کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر امام ابن کثیر کی سیرت نبوی، جلد 4، صفحہ 348-349، اور امام کی وفات واقع ہو چکی ہے۔ محمد السلابی، عمر ابن الخطاب، ان کی زندگی اور اوقات، جلد 1، صفحہ 139-141 میں بحث کی گئی ہے۔

باب 3 علی عمران، آیت 144

”اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا، بلکہ اللہ شکر“ گزاروں کو جزا دے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت 144 کی وضاحت کرتے ہوئے لوگوں کو یاد دلایا کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی خلوص سے اطاعت کا اعلان جاری ہے اور صرف ان کی اپنی موت پر ختم ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے سے وہ صرف اپنے آپ پر احسان کر رہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں کر رہے ہیں، کیونکہ اس کی لامحدود حیثیت تبدیل نہیں ہوتی چاہے لوگ اسے قبول کریں یا رد کریں۔ ایک مسلمان صرف اپنے آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا انہیں ذہنی سکون کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت کا باعث بنتا ہے اور وہ قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرتے ہوئے ہر چیز اور ہر چیز کو اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے جگہ دینے کا سبب بنتا ہے۔ جیسا کہ آیت 144 میں اشارہ کیا گیا ہے، اس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا باب 16 النحل، شکر ادا کرتا ہے اور اس کے ذریعے دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کرتا ہے۔

آیت 97

جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ "زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

باب 3 علی عمران، آیت 144 اور

اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا، بلکہ اللہ شکر "گزاروں کو جزا دے گا۔"

جبکہ جو شخص اسلام کو قبول کرنے یا اس پر عمل کرنے میں ناکام رہتا ہے وہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کرے گا جو انہیں دی گئی ہیں۔ یہ انہیں متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کرنے سے روک دے گا، یہ انہیں اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو غلط جگہ دینے کا سبب بنے گا اور انہیں قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرنے سے روکے گا۔ یہ انہیں ذہنی سکون اس لیے ایک شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے مفاد کے لیے اسلامی حاصل کرنے سے روک دے گا۔ تعلیمات کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے، چاہے وہ اس کی خواہشات کے خلاف ہو۔ انہیں ایک عقلمند مریض کی طرح برتاؤ کرنا چاہیے جو اپنے ڈاکٹر کے طبی مشورے کو قبول کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہترین ہے، حالانکہ انہیں کڑوی دوائیں تجویز کی گئی ہیں اور ایک سخت خوراک کا منصوبہ ہے۔ جس طرح یہ عقلمند مریض اچھی ذہنی اور جسمانی صحت حاصل کرے گا، اسی طرح وہ شخص جو اسلامی تعلیمات کو قبول کرے گا اور اس پر عمل :علی عمران، آیت 144 3 کرے گا۔ باب

اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پہر جائے وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا، بلکہ اللہ شکر ”
“گزاروں کو جزا دے گا۔

جیسا کہ پہلے بات کی گئی ہے، کسی کی نیت میں شکر ادا کرنے میں صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرنا شامل ہے۔ کسی کی تقریر میں شکر گزاری میں وہ بات کرنا شامل ہے جو اچھی ہے یا خاموش رہنا۔ اور اپنے اعمال میں شکرگزاری میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ جو شکر گزاری کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے وہ :باب 14 ابراہیم، آیت 7 دونوں جہانوں میں ثواب، برکت اور ذہنی سکون میں اضافہ کرے گا۔

“... اگر تم شکر گزار رہو گے تو میں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا”

اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موت کی ناگزیریت کی یاد دہانی کراتے ہوئے اسلام کی حفاظت کے لیے اپنے دشمنوں سے لڑنے کی ترغیب دی اور یہ کہ کسی کے طرز عمل سے اسے کیسے بدلا یا ٹالا نہیں جا سکتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے گریز کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اس سے نہ کسی کی عمر میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی دنیا میں اس کے رزق میں اضافہ ہوگا۔ باب 3 علی عمران، آیت 145

اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی کی موت اللہ کے حکم کے بغیر کسی مقررہ حکم سے ہو۔“

عام طور پر، چونکہ کسی کی موت کا وقت نامعلوم اور مقرر ہے، اس لیے اسے ختم ہونے سے پہلے جو وقت دیا گیا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ باب 63 المنافقون، آیات 10-11

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو " موت آجائے اور وہ کہے کہ اے میرے رب کاش تو مجھے تھوڑی دیر کے لیے مہلت دے تو میں صدقہ کر دوں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں " لیکن اللہ کسی جان کو جب اس کا وقت آجاتا ہے تو برگز تاخیر نہیں کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

سب سے بڑا خسارہ اٹھانے والا وہ ہے جو ان کو دی گئی نعمتوں کا غلط استعمال کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل نہیں کر پاتا، وہ اپنی زندگی میں ہر چیز اور ہر چیز کو ضائع کر دیتا ہے اور قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرنے میں ناکام رہتا ہے، خواہ ان کے پاس دنیاوی آسائشیں کیوں نہ ہوں۔ یہ نتیجہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کوئی امیر اور مشہور لوگوں کو دیکھتا ہے جو ان کو دی گئی نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ کس طرح سنگین ذہنی مسائل کا سامنا کرتے ہیں، جیسے کہ ڈپریشن، منشیات کی قلت اور خودکشی کے رجحانات۔ 18 الکہف، آیات 103-104

کہہ دو، کیا ہم تمہیں ان کے اعمال کے لحاظ سے سب سے بڑے خسارے میں رہنے والوں کے " بارے میں بتائیں؟ وہ لوگ ہیں جن کی محنت دنیاوی زندگی میں ضائع ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کام میں اچھا کر رہے ہیں۔

جبکہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہوئے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے، اسے اس دنیا میں سب سے بڑا ثواب ملے گا: ذہنی سکون۔ باب 3 علی عمران، آیت 145

”اور جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دیں گے۔“

جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، وہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کرے گا اور قیامت کے دن اپنے احتساب کے لیے مناسب تیاری کرتے ہوئے ہر چیز اور ہر چیز کو اپنی زندگی میں صحیح طور پر جگہ دے گا۔ باب 3 علی عمران، آیت 145

”اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے وہ دیں گے اور شکر گزاروں کو جزا دیں گے۔“

اس اہم مقصد میں مدد کرنے کے لیے، انہیں مضبوط ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مضبوط ایمان حاصل کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے، ہر حال میں، خواہ آسانی ہو یا مشکل۔ پختہ ایمان تب حاصل ہوتا ہے جب کوئی شخص قرآن پاک میں موجود واضح دلائل و شواہد کو سیکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ کس قدر خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دونوں جہانوں میں ذہنی سکون کا باعث بنتی ہے۔ دوسری طرف جو اسلامی تعلیمات سے غافل رہے گا وہ کمزور ایمان حاصل کر لے گا۔ یہ شخص جب بھی ان کی خواہشات کے خلاف ہو گا تو آسانی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا کیونکہ وہ یہ دیکھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ کس طرح اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے دونوں جہانوں میں سکون ملتا ہے۔ لہذا اسلامی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ایمان کا یقین حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ اس میں ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا شامل ہے جو کسی کو عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ دونوں جہانوں میں ایک متوازن ذہنی اور جسمانی حالت حاصل کرے اور ہر ایک اور ہر چیز کو اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے رکھ کر ذہنی سکون حاصل کریں۔

اور جو دنیا کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم ”
”اسے دیں گے اور شکر گزاروں کو جزا دیں گے۔“

کسی کو یہ یقین کرنے میں بے وقوف نہیں بنایا جانا چاہئے کہ دولت اور سماجی حیثیت جیسی دنیاوی نعمتوں کو حاصل کرنا محبت الہی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو امتحان کے طور پر دنیاوی چیزیں عطا کرتا ہے۔ باب 67 الملک، آیت 2

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں بہتر ہے۔“۔“

زندگی کے امتحان میں یہ شامل ہے کہ آیا کوئی ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرے گا جو انہیں اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ جو شخص ان نعمتوں کا غلط استعمال کرتا ہے جو انہیں دی گئی ہیں وہ دنیاوی چیزیں حاصل کر سکتا ہے، جیسے کہ مال، لیکن وہ اپنی کوشش سے کوئی مفید چیز حاصل نہیں کرے گا، جیسا کہ رحمت اور ذہنی: باب 23 المومنون، آیات 55-56 سکون۔

کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم ان کو مال اور اولاد دیتے ہیں، کیا ہم ان کے لیے اچھی چیزیں ”
”جلدی کرتے ہیں، بلکہ وہ نہیں سمجھتے۔“

جبکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتا ہے تو اسے دونوں جہانوں: باب 3 علی عمران، آیت 145 میں رحمت، برکت اور ذہنی سکون حاصل ہوگا۔

اور جو دنیا کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم ” اسے دیں گے اور شکر گزاروں کو جزا دیں گے۔“

اس کے علاوہ، یہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت کا ایک حصہ ہے کہ اس نے دونوں جہانوں میں ذہنی سکون کو ایک چیز میں رکھا: اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنا۔ وہ اس دنیا میں ذہنی سکون حاصل کرنے کو آخرت میں ذہنی سکون حاصل کرنے سے مختلف ضابطہ اخلاق میں رکھ سکتا تھا۔ اس سے انسان دنیا میں ذہنی سکون یا آخرت میں ذہنی سکون میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے پر مجبور ہوتا۔ مطلب، وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل نہیں کر سکیں گے۔ وہ دوسرے ٹھکانے میں ذہنی سکون حاصل کرنے کی خاطر ایک ٹھکانہ میں ذہنی سکون قربان کرنے پر مجبور ہوں گے۔ لہذا، کسی شخص کو یہ یقین کرنے میں دھوکہ نہیں دیا جانا چاہئے کہ آخرت میں ذہنی سکون حاصل کرنے کا مطلب دنیا میں ذہنی سکون کو قربان کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ آخرت کی تیاری کو اس خوف سے آسانی سے نظر انداز کر دیتا ہے کہ وہ اس دنیا میں ذہنی سکون حاصل نہیں کر سکے گا۔ نتیجے کے طور پر، وہ اس دنیا میں یا آخرت میں ذہنی سکون حاصل نہیں کر پائیں گے، کیونکہ وہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کریں گے جو انہیں دی گئی ہیں۔ شیطان کے اس جال سے بچنا چاہیے اور اس کے بجائے یہ سمجھنا چاہیے کہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون ایک چیز میں مضمر ہے: اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہوئے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔

اور جو دنیا کا ثواب چاہے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم ”
”اسے دیں گے اور شکر گزاروں کو جزا دیں گے۔“

یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں نعمتوں کو اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے، اس لیے اس کی نافرمانی سے دنیا اور آخرت میں کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوگی۔ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، اسلامی تعلیمات میں دی گئی نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہوئے، اس کو دنیا اور آخرت میں جو کچھ عطا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے سکون و اطمینان کا باعث بنے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا اس کی عطا کردہ نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہوئے پائے گا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ان کے لیے دونوں جہانوں میں تناؤ، پریشانی اور مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ یہ دونوں نتائج ناگزیر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی دونوں جہانوں کی تمام چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے، بشمول لوگوں کے روحانی دل، ذہنی:

باب 53 عن نجم، آیت 43 سکون کا گھر۔

اور یہ کہ وہی ہنستا ہے اور روتا ہے۔“

غزوہ احد میں ظاہری شکست کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوبارہ تسلی اور تسلی دی۔ باب 3 علی عمران، آیت 146

اور کتنے ہی نبیوں نے ان کے ساتھ مل کر بہت سے علمائے کرام سے جنگ کی، لیکن اللہ کی راہ ”
میں ان کو جو تکلیف پہنچی اس کی وجہ سے انہوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری اور نہ ہی کمزوری اور ”سر تسلیم خم کیا، اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حقیقی یقین کی علامت یہ ہے کہ انسان ہر حال میں، خواہ آسانی ہو یا مشکل، اس کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ درحقیقت مشکل کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کو خلوص کے ساتھ ان لوگوں سے الگ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے جیسا کہ آسانی کے وقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا مشکل کے وقت: اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا مشکل کے وقت۔ باب 29 العنکبوت، آیات 2-3

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور "ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی، لیکن ہم نے ان سے پہلے والوں کو ضرور آزمایا ہے، اور اللہ "ضرور ان لوگوں کو ظاہر کرے گا جو سچے ہیں اور وہ ضرور جھوٹوں کو ضرور ظاہر کر دے گا۔

لہذا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہنا چاہیے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ آخر کار انہیں: مدد اور راحت فراہم کرے گا۔ باب 65 میں طلاق، آیت 2

”اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔“

لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ خدائی امداد لوگوں کی خواہشات کے مطابق نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لیے یہ غیبی امداد اس وقت ہوتی ہے جب یہ لوگوں کے لیے بہترین ہو اور اس طریقے سے جو ان کے لیے بہتر ہو، خواہ یہ ان پر ظاہر نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”
”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لہذا انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا چاہیے، یہ جانتے ہوئے کہ انہیں ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی ملے گی، کسی نہ کسی طریقے سے اور یہ بات ان پر ظاہر ہے یا نہیں۔ باب 16 النحل، آیت 97

جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ ”
”زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔

:اور باب 3 علی عمران، آیت 146

اور کتنے ہی نبیوں نے ان کے ساتھ مل کر بہت سے علمائے کرام سے جنگ کی، لیکن اللہ کی راہ ”
میں ان کو جو تکلیف پہنچی اس کی وجہ سے انہوں نے کبھی ہمت نہیں ہاری اور نہ ہی کمزوری اور ”سر تسلیم خم کیا، اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یہ آیت ایک اہم تصور کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جو صبر کرنے میں مدد دیتی ہے۔ جب کسی کو کوئی مشکل درپیش ہو تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ان سے پہلے اور بھی بہت سے لوگ اسی یا اس جیسی مشکل کا سامنا کر چکے ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھنے سے انسان کو صبر کرنے کی ترغیب ملے گی کیونکہ وہ یاد رکھیں گے کہ اس دنیا میں آزمائش کا سامنا کرنا اس دنیا کی زندگی کا ایک اصول اور حقیقت ہے جس کا سامنا تمام لوگوں نے کیا ہے اور آخری وقت تک کرتے رہیں گے۔ عام طور پر، صبر میں کسی کی بات یا عمل سے شکایت کرنے سے گریز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی

فرمانبرداری پر ثابت قدم رہنا، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ صرف وہی منتخب کرتا ہے جو ان کے لیے بہتر ہے، چاہے یہ ان کے لیے واضح نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216

لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک چیز ناگوار ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی ہو، اور ہو سکتا ہے کہ ”تمہیں ایک چیز پسند ہو اور وہ تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

باب 3 علی عمران، آیت 146

”...اور کتنے ہی نبی [جنگ میں لڑے اور [ان کے ساتھ مل کر بہت سے عالم دین لڑے “

یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ثابت قدم رہنے کے لیے یقین کا یقین درکار ہے جو علم الہی حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے مضبوط ایمان حاصل کرنے کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ اس بات کو یقینی، ذکر کیا گیا ہے بناتا ہے کہ ہر حالت میں، خواہ آسانی ہو یا مشکل، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا۔ پختہ ایمان تب حاصل ہوتا ہے جب کوئی شخص قرآن پاک میں موجود واضح دلائل و شواہد کو سیکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات جو اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ کس قدر خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دونوں جہانوں میں ذہنی سکون کا باعث بنتی ہے۔ دوسری طرف جو اسلامی تعلیمات سے غافل رہے گا وہ کمزور ایمان حاصل کر لے گا۔ یہ شخص جب بھی ان کی خواہشات کے خلاف ہو گا تو آسانی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا کیونکہ وہ یہ دیکھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ کس طرح اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے دونوں جہانوں میں سکون ملتا ہے۔ لہذا اسلامی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ایمان کا یقین حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ اس میں ان نعمتوں کا صحیح استعمال کرنا شامل ہے جو کسی کو عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ وہ دونوں جہانوں میں ایک متوازن ذہنی

اور جسمانی حالت حاصل کر کے اور ہر ایک اور ہر چیز کو اپنی زندگی میں صحیح طریقے سے رکھ کر ذہنی سکون حاصل کریں۔ باب 3 علی عمران، آیات 146-147

بہت سے علمائے دین سے لڑے، لیکن اللہ کی راہ میں ان کو جو تکلیف پہنچی اس کی وجہ سے ... " وہ کبھی ہمت نہیں ہارے اور نہ ہی کمزور ہوئے اور نہ ہی سر تسلیم خم کیا، اور اللہ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اور ان کے الفاظ اس کے سوا کچھ نہیں تھے کہ انہوں نے کہا، "اے ہمارے رب، ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمارے معاملات میں زیادتی کو معاف فرما، اور ہمیں لوگوں پر مضبوطی سے فتح عطا فرما۔"

یہ آیات ایک اہم اصول کی طرف اشارہ کرتی ہیں جسے اکثر مسلمان نظر انداز کرتے ہیں۔ اگرچہ اللہ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دعائیں صحیح معنوں میں تعالیٰ سے دعا کرنا اسلام کا ایک اہم پہلو ہے، لیکن میں صرف اسی وقت مفید ہوں گی جب کوئی شخص اطاعت کے اعمال انجام دے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہر دعا، جیسا کہ اس جیسی، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت روایات میں پائی جاتی اس کے علاوہ، قرآن پاک میں ہر دعا کسی ایسے شخص سے ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہے۔ کے ذریعہ کی گئی تھی جو اطاعت کے اعمال کے لئے وقف تھا۔ انہوں نے زندگی بھر کوشش کی کہ وہ جو نعمتیں انہیں عطا کی گئی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے استعمال کریں۔ یہ اس بات کو سمجھنے کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے کہ دعائیں صحیح معنوں میں تب ہی موثر ہوتی ہیں جب انہیں اطاعت کے اعمال کے ساتھ ملایا جائے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے سست رویہ اپنایا ہے جس کے تحت وہ دعائیں کرنے میں تو اچھے ہیں لیکن عملی طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کے لیے کم سے کم توانائی، وقت اور دولت جیسے کسی دوسرے وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے یہ بات واضح ہے کہ دعاؤں کا مقصد اطاعت کے عمل سے مدد لینا ہے تاکہ وہ موثر ہو۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا ہر قدم واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے کس طرح جسمانی طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہوئے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی صرف راحت یا فتح کی دعا ہی نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرنے سے انکار کیا۔ جامع ترمذی نمبر 3499 میں موجود حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دن کے اندر دو خاص اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کا مثبت جواب دیا جاتا ہے، دونوں کا تعلق اطاعت سے ہے۔ پہلا وقت براہ راست فرض نمازوں کے بعد ہے اور دوسرا رات کے

آخری حصے میں ہے جب کہ رات کی نماز نفلی ادا کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ، مندرجہ ذیل آیتیں واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ دعاؤں کو مکمل اور مؤثر ہونے کے لیے اطاعت کے عمل سے مدد ملنی چاہیے۔ باب 35 فاطر، آیت 10

”...اس کی طرف اچھی بات چڑھتی ہے، اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے“

:اور باب 2 البقرہ، آیت 186

بلاشبہ میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، لہذا ”
“انہیں چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اس بات کو سمجھنے میں ناکامی کہ دعاؤں کی تائید اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جسمانی اعمال سے ہونی چاہیے، مسلمانوں کی حالت میں مثبت تبدیلی نہ آنے کی ایک بڑی وجہ ہے، کیونکہ انسان کو اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لانے کے لیے اپنی نیت، قول اور فعل کو بدلنا ہوگا۔ باب 13 الرعد، آیت 11:

بے شک اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے اندر کی حالت نہ بدلیں۔“

اس کے علاوہ، اپنی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لیے ان کے پاس موجود وسائل جیسے کہ ان کی توانائی کو استعمال کرنا چاہیے اور وہ صرف دعاؤں پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر، شادی کے مسائل کا سامنا کرنے والے شخص کو مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کرنے چاہئیں اور اسے اللہ تعالیٰ سے مدد کے لیے دعاؤں کے ساتھ جوڑنا چاہیے۔ وہ ان مسائل کے حل کے لیے عملی طور پر قدم اٹھانے سے گریز کر کے سست روی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے جن کا انہیں سامنا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ سے اپنی دعاؤں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یہ غیر فعال اور غلط رویہ اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہے۔

جیسا کہ آیت 148 میں اشارہ کیا گیا ہے، جب کوئی شخص اپنی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کے زبانی اعلان کی تائید کرتا ہے، جسمانی اطاعت کے ذریعے، ان نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے ہوئے جو انہیں اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے، کیا وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کر سکیں گے۔ باب 3 علی عمران، آیت 148:

پس اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا اچھا بدلہ دیا اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا " ہے۔"

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے، اس دنیا میں اجر صرف اسی صورت میں اچھا ہے جب کوئی اس انعام کو، جیسے کہ دولت، کو صحیح طریقے سے استعمال کرے جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ جو اس کا غلط استعمال کرے گا اسے نہ دنیا میں فائدہ ہو گا اور نہ آخرت میں کیونکہ یہ دونوں جہانوں میں ان کے لیے تناؤ کا باعث بنے گا۔ جبکہ آخرت کا اجر ہمیشہ اچھا ہوتا ہے کیونکہ آخرت کی نعمتوں کا کوئی شخص غلط استعمال نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ، یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت نیکی کرنے والوں کو ملتی ہے۔ اس نیکی کے لیے اللہ عزوجل کی عملی اطاعت کی ضرورت ہوتی ہے، ان نعمتوں کو صحیح طریقے

سے استعمال کرتے ہوئے جو اسلامی تعلیمات میں بیان کی گئی ہیں اور اس لیے یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے زبانی اعلان سے بالاتر ہے۔

آخر میں، جیسا کہ اس آیت میں ذکر کی گئی نیکی بہر حال محدود نہیں ہے، اس لیے انسان کو نیکی نہ کرنے کا کوئی بہانہ نہیں چھوڑا جاتا، کیونکہ یہ اس بات سے طے نہیں ہوتا کہ اس کے پاس کتنی دنیاوی نعمتیں ہیں، بلکہ یہ اس بات سے طے ہوتا ہے کہ ان نعمتوں کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا ہر شخص نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر سکتا ہے، خواہ اس کے پاس کتنی ہی دنیاوی نعمتیں کیوں نہ ہوں، اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کا صحیح استعمال کر کے۔ باب 3 علی عمران، آیت 148:

”اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

500+ FREE English Books & Audiobooks / اردو کتب / کتب عربیہ / Buku Melayu / বাংলা বই / Libros En Español / Livres En Français / Libri Italiani / Deutsche Bücher / Livros Portugueses:

<https://shaykhpod.com/books/>

Backup Sites for eBooks: <https://shaykhpodbooks.wordpress.com/books/>
<https://shaykhpodbooks.wixsite.com/books>
<https://shaykhpod.weebly.com>
<https://archive.org/details/@shaykhpod>

YouTube: <https://www.youtube.com/@ShaykhPod/playlists>

AudioBooks, Blogs, Infographics & Podcasts: <https://shaykhpod.com/>

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

روزانہ بلاگز: www.ShaykhPod.com/Blogs
AudioBooks : <https://shaykhpod.com/books/#audio>
تصویریں: <https://shaykhpod.com/pics>
جنرل پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/general-podcasts>
PodWoman: <https://shaykhpod.com/podwoman>
PodKid: <https://shaykhpod.com/podkid>
اردو پوڈکاسٹ: <https://shaykhpod.com/cast>
Podcasts: Live <https://shaykhpod.com/live>

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں
<http://shaykhpod.com/subscribe>

ای بکس / آڈیو بکس کے لیے بیک اپ سائٹ : <https://archive.org/details/@shaykhpod>

